# مانجھی جو نائو ڈبوئے، اسے کون بچائے ...!

شیخ نثار احمد تمبولی، دھولیہ

08308438045

ریاست مہاراشٹر میں جب کسی اقلیتی ادارہ کو ریاستی یا مرکزی حکومت کی جانب سے کسی بھی قسم کی اعانت یا رعایت دی جاتی ہوتی ہے تو اس کیلئے ریاستی حکومت کی جانب سے اقلیتی درجہ حاصل کرنا لازم و ملزوم ہوتا ہے۔ محکمہ برائے اقلیتی ترقیات، مہاراشٹر (Minority Development Dept., Maharashtra) کو اقلیتی درجہ منظور کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے مذکورہ اختیارات جنرل ایڈمنسٹریشن ڈپارٹمینٹ، مہاراشٹر کے پاس تھے۔ یاد رہے، اس وقت متعلقہ محکمہ کے کسی جی آر میں ایسے بے تکی اور آئین ہند کے خلاف کوئی بھی شرط عائد نہیں تھی یا ایسی کوئی بھی شرط نہیں تھی جس کی وجہ سے اقلیتی اداروں کو اقلیتی درجہ حاصل ہو ہی نہ سکے۔ جیسی کہ محکمہ برائے اقلیتی ترقیات مہاراشٹر کے حکمنامہ ۴، جولائی ۲۰۰۸ء کے رول نمبر ۲ (۲) میں درج ہے۔ دریں اثناء حکومت مہاراشٹر نے اقلیت کے ترقیاتی کاموں میں اور تیزی لانے کیلئے محکمہ اقلیتی ترقیات قائم کیا اور اقلیتی درجہ منظور کرنے کے اختیارات اس محکمہ کو سونپ دیئے گئے۔ تمام تر اقلیتی اداروں کو خوش فہمی ہوگئی کہ چونکہ اس محکمہ کا کابینیٹ اور وزیر مملکت مسلم ہونے کی بنا پر اقلیتی طبقات کو اقلیتی درجہ ملنے میں کسی بھی قسم کی دشواری نہیں ہونگی۔ اور تو اور اس محکمہ کے ایک جی آر میں کتنی خوش فہمی والا مدعا درج ہیکہ اگر کسی بھی ادارہ کا عریضہ ملنے کے بعد ۹۰ دن کے اندر متذکرہ محکمہ نے کوئی فیصلہ نہیں دیا تو سمجھو کہ آپ کے ادارہ کو اقلیتی درجہ مل گیا۔ لیکن ہاتھی کے کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔

اکثر ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ اس ملک میں عموماً حکومت پراکٹیکل طور سے اگر کوئی چلا رہا ہے تو وہ ملک کے بیوروکریٹس ہیں۔ وجہ کوئی بہت بڑی نہیں ہے۔ عموماً وجہ صرف یہ ہیکہ ہمارے وزراء، کارپوریشن کے صدر یا کمیشن کے چیئرمن کے پاس اتنی مہلت یا وقت نہیں ہوتا ہیکہ جب ان کے محکمہ کے بیوروکریٹس نے کسی بھی قسم کا سرکاری حکمنامہ اگر تیار کیا تو اس کا تفصیلی جائزہ لیں اور ساتھ ہی قانونی نقاط اور آئین ہند کے دائرے میں متذکرہ حکمنامہ مکمل طور سے اترتا ہے یا نہیں اس بات تحقیق کریں۔ حقیقت کڑوی ہوتی ہے مگر ہمیں اس پہلو کی دوسری بازو کو بھی دھیان میں رکھنا ہوگا۔ عام طور سے یہ بیچارے عہدہ دار قوم کے نہیں پارٹی اور بیوروکریٹس کے وفادار ہوتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان بیچاروں کا کردار سیاجی راؤ (یعنی صرف دستخط کرنے کا حق رکھنے والا) تک محدود رہتا ہے۔ جو کاغذ بیوروکریٹس نے سامنے رکھا اس پر دستخط کرنے کے علاوہ ان غریبوں اور لاچاروں کے پاس کوئی اور چارہ نہیں ہوتا ہے۔ عموماً وجہ دو ہوتی ہے، پہلی تو یہ کہ اس حکمنامہ میں ان کا ذاتی اور پارٹی کا مفاد کہاں تک وابستہ ہے اور دوسرے یہ کہ کالے گورے دھندے میں بیوروکریٹس ان حضرات کو اس طرح الجھا کر رکھتے ہیں کہ ان کے خلاف رتی برابر بھی آگے بڑھنے کی جرأت ہمارے عہدہ داروں میں نہیں ہوتی ہے۔

القصہ مختصر یہ کہ آپ کے سامنے وقت موقع سے ہروقت راقم الحروف نے یہ کوشش کی ہیکہ کون سے حکمنامہ میں کہاں کہاں خامیاں پائی گئی ہیں۔ اِس وقت بھی بڑے ثبوت اور اعتماد کے ساتھ یہ بات کہنے میں مجھے کسی بھی قسم کی ہچکچاہٹ نہیں ہیکہ جب تک اقلیتی درجہ منظوری کے اختیارات جنرل ایڈمنسٹریشن کو تھے کم سے کم کسی سرکاری حکمنامہ کو بنیاد بنا کر ہمارا آئینی حق ہم سے چھینا نہیں جاتا تھا۔ لیکن محکمۂ اقلیتی ترقیات کے بیوروکریٹس کی بالراست (Indirect) شرارت دیکھئے کہ جسے ہم ہمارا اپنا محکمہ کہتے ہیں جو اللہ کے کرم سے اقلیت کی فلاح و بہبودی کیلئے شروع کیا گیا ہے اسی محکمہ نے مورخہ ۴، جولائی ۲۰۰۸ء کے حکمنامہ کے تحت اقلیتی درجہ منظوری کیلئے ۵ نقاط درج کر رکھے ہیں۔ جس میں سے رول ۲ (۳) میں صاف طور سے لکھا گیا ہیکہ مرکزی اور ریاستی حکومت کے قوانین کے ذریعے جو مذاہب اقلیت کی تعریف میں شامل ہیں انھیں ہی اقلیتی درجہ دیا جائیگا۔ یہاں پر ان بیوروکریٹس کی شرارت دیکھئے کہ مرکزی قوانین کا مطلب Maharashtra State Minority Commission Act, 2004 اور National Commission for Minorities Act, 1992 ہوتا ہے لیکن انھوں نے جان بوجھ کر ان کمیشن کا نام پوشیدہ رکھا، تاکہ کوئی بھی ان ایکٹ کی گہرائی میں جا کر حقیقت کو بھانپ نہ لے۔

القصہ مختصر یہ کہ جب اسٹیٹ یا سینٹرل کمیشن ایکٹ میں مذاہب کا صاف طور سے ذکر کیا گیا ہے تو اس ایکٹ کے خلاف جا کر دوسری کوئی شرط عائد کرنا فاضل سپریم کورٹ کے ایک رولنگ کے خلاف ہے جس میں فاضل سپریم کورٹ نے صاف طور سے ہدایت دی ہیکہ کسی بھی قسم کا جی آر، نوٹیفکیشن یا سرکاری حکمنامہ کسی ایکٹ کے خلاف یا مساوی ہو ہی نہیں سکتا ہے۔

ساتھ ہی متذکرہ حکمنامہ کے رول ۲ (۵) میں صاف طور سے درج ہیکہ ادارہ کی مینجمینٹ میں دو تہائی ٹرسٹی یا ممبران متعلقہ اقلیتی فرقہ کے ہونا لازمی ہے جب ریاستی اور مرکزی ایکٹ ۲۰۰۴ء اور ۱۹۹۲ء کے Definition Section 2 میں ان مذاہب کا ذکر ہے جو اقلیت کے زمرہ میں آتے ہیں اور ساتھ ہی کسی ادارہ کے دو تہائی ٹرسٹی یا

ممبران متعلقہ اقلیتی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں پھراس کے بعدایک اورنئی زائدشرط ڈالنا جومکمل طور سے آئینِ ہند کے بالکل خلاف ہیں یعنی یہ شرط جومتذکرہ حکمنامہ کے رول۲(۲) کے دوسرے حصّہ میں دی گئی ہیں جیسا کہ اس حصّہ میں درج ہیکہ متعلقہ ادارہ جس مذہبی اقلیتی فرقہ کا ہےاس فرقہ کی یعنی اس مذہب کے حقوق کے تحفظ کیلیئے ہی ادارہ قائم کیا گیا ہےایسااس ادارہ کے Bye laws میں درج ہو۔اس احمقانہ اورآئینِ ہند کے خلاف زائدشرط کی وجہ سے جتنے بھی عریضہ اقلیتی درجہ ملنے کیلیئے اس محکمہ میں جاتے ہیں وہاں بیٹھا ہوابیوروکریٹس اس پر پوزل پرریمارک ماردیتاہیکہ آپ اپنے Bye laws میں اپنے مذہب کے تحفظ کیلیئے یہ ادارہ قائم کیا گیا ہےاس قسم کی تبدیلی چیاریٹی کمیشن سے کرکے لاؤ۔ تجربہ میں یہ آیاہیکہ چیاریٹی کمیشن میں جب اس طریقے کی بیہودہ شرط کوادارہ کے Bye laws میں تبدیلی کرنے کی غرض سے چینج رپورٹ ڈالی جاتی ہےتو وکیل سے کمشنر صاحب یہی سوال کرتے ہیں کہ کیا آئینِ ہنداس بات کی اجازت دیتاہے کہ آپ کسی مخصوص مذہب کی بنیاد پرکوئی ادارہ قائم کرسکتے ہیں؟ لامحالہ وکیل کی بولتی بند ہوجاتی ہےاوراس قسم کی کسی تبدیلی یاچینج رپورٹ کے عریضہ کوخارج کردیا جاتا ہے۔لہٰذامہاراشٹر میں ہزاروں اداروں کواس محکمہ کے حکمنامہ کے رول۲(۲) کے دوسرے حصّہ کی وجہ سے اقلیتی درجہ ملنا ناممکن ہوگیا ہے۔خاص بات یہ بھی ہیکہ چلوہم نے غیرقانونی راستے سے اس قسم کی کوئی شرط ہمارے Bye laws میں ڈلوابھی لی تو بھلے سے ہی اقلیتی درجہ مل جائیگالیکن انکم ٹیکس کی سیکشن 80G کی سہولت سے ہمارااادارہ محروم ہوجائیگا۔ یہ کتنابڑانقصان ہےاسے صرف ملّی ادارہ سے وابستہ لوگ ہی جانتے ہیں۔

قارئین حضرات سے گزارش ہیکہ جولوگ اس محکمہ کے دونوں منسٹر کے قریب ہیں وہ اس محکمہ کے، جنرل ایڈمنسٹریشن کے اورلاءاینڈ جیوڈیشیری کے سیکریڑی کے ساتھ ایک میٹنگ رکھواکراس تعلق سے معلومات رکھنے والے دانشوروں کومدعوکرکے بحث ومباحثہ کے ذریعے اس مسئلے کاحل نکالا جائے۔میمورنڈم، دھرنا آندولن جلسہ جلوس سے مسئلہ کا حل تو نکلنا ہی نہیں ہے یاں صرف اتناہیکہ ہمارافوٹواخبارات میں شائع ہوگا جوہماری بیوی اورعزیزواقرباءکوبتلانے تک محدود ہوگا۔